طاقتوں اور حکومتوں کی انھیں پشت پناہی حاصل ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں تمام دینی جماعتوں، تنظیموں اور سرکردہ علماء کے اشتراک سے بڑے پیمانے پر اور منظم طریقے سے ختم نبوت کی تحریک چلی اور قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا تو اس زمانے میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے عوام و خواص کو اصل مسئلے سے آگاہ کرنے کے لیے علمی و تحقیقی انداز میں ایک کتابچہ 'قادیانی مسئلہ' کے نام سے تالیف کیا تھا۔ اس کی بڑے پیمانے پر اشاعت ہوئی اور وہ لاکھوں افراد تک پہنچا۔ اس کی بنیاد پر حکومت نے مولانا کو گرفتار کرلیا اور مارشل لا کے ضابطہ نمبر ۸ اور تعزیرات کی دفعہ ۱۵۳ (الف) کے تحت مقدمہ چلا کر موت کی سزا سنادی۔ لطف کی بات یہ تھی کہ حکومت نے اس رسالے کی اشاعت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی اور وہ برابر شائع ہوتا رہا۔ سزائے موت کے خلاف شدید عوامی ردعمل ہوا اور عرب حکومتوں نے بھی احتجاج کیا۔ بالآخر اندرونی اور بیرونی دباؤ کی تاب نہ لاکر حکومت نے سزائے موت منسوخ کردی اور اسے عمرقید سے بدل دیا، پھر ۱۹۵۵ء میں مولانا کو رہا کردیا گیا۔ رہائی کے بعد مولانا نے متعدد مواقع پر تحقیقاتی عدالت میں مفصل بیانات دیے، جن میں قادیانیت کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا اور حکومتی اقدامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔

اس کتابچہ 'قادیانی مسئلہ' کے، پاکستان میں اب تک دو درجن ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اسے قادیانیت کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور شیخ خضر حسینؒ کے مضامین کے ساتھ ایک مجموعہ کی شکل میں بڑے پیمانے پر شائع اور عام کیا۔ ہندوستان میں اس مجموعۂ مقالات کی مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے بھی برابر اشاعت ہورہی ہے۔ پاکستان میں پہلے 'قادیانی مسئلہ' ایک مختصر کتابچہ (۳۷ صفحات) کی شکل میں شائع ہوتا تھا۔ بعد میں اس میں تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودیؒ کے بیانات کے ضروری اقتباسات شامل کردیے گئے تو اس کی ضخامت ۱۰۴ر صفحات ہوگئی۔ ایک دوسرا ایڈیشن 'قادیانی مسئلہ اور اس کے سیاسی، دینی اور تمدنی پہلو' کے نام سے نکالا گیا، جس میں